Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۰-۷۵ | منگل ۱۶ رجب ۱۴۱۰ھ، ۱۳ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش، ۱۳ فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۳۷

رُوحانی مضمون پانے کا طریق

"اپنے نفس پر بلا وجہ اعتماد کرتے ہوئے اور تکبّر کا رنگ اختیار کرتے ہوئے رُوحانی مضمونوں کو تم نہیں پا سکتے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ انکسار اختیار کرو۔ عاجزی اختیار کرو"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۷ فروری ۱۹۹۰ء صفحہ ۵)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"راستبازوں کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ معصیت سے ان کو چڑ ہوتی ہے اور جب ایسے موقع پر شیطان دخل دے کر ان کو بہکانا چاہتا ہے تب ان کی غیرت جوش مارتی ہے اور بجائے اس کے کہ ان کا قدم پیچھے ہٹے وہ آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان ہمیں پیچھے ہرگز نہیں ڈال سکتا۔ شیطان بھی ایسے موقع پر ہر قسم کے منصوبے اس کی لغزش کے لئے پیش کرتا ہے۔ مال، اولاد عزت، آبرو، خلقت کی ملامت، طعن تشنیع وغیرہ سب نقصانوں سے ڈراتا ہے۔ لیکن وہ اوّل ہی سے دل میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم ان نقصانوں کی کچھ پرواہ نہ کریں گے۔ آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان ان کے نزدیک ایک مخنّث سے بھی کمتر ہوتا ہے۔ لیکن جس کا دعویٰ تو ایمان کا ہوتا ہے اور دماغ میں اغراضِ نفسانی بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو شیطان بڑی آسانی سے اپنا تسلّط اس پر بٹھاتا ہے۔ اور جس راستے چاہتا ہے چلاتا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ سفلی خواہشات سے شیطان کا مقابلہ ہرگز نہ ہو سکے گا"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

قومی ترقی کیلئے قربانیوں کی اہمیّت

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

"انسان جو قربانیاں کرتا ہے ان کے متعلق اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر اس کا مجھے فائدہ نہ پہنچا تو قوم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے، اور اگر کسی کو قوم کا خیال نہ آئے تو وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ میری اولاد کو اس سے فائدہ پہنچے گا، بہرحال قومی طور پر اور اہلی اور عائلی طور پر بھی قربانیوں کا نفع پہنچ جاتا ہے اور کون ہے جو اس غرض کیلئے قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہو کہ میری اولاد کو میری قربانی سے فائدہ پہنچے، ہم تو دیکھتے ہیں لوگ آپ مرجاتے ہیں مگر اپنی اولاد کو زندہ دیکھنے کے متمنی ہوتے ہیں، ہمایوں بیمار ہوا تو بابر نے اس کی چارپائی کے گرد بارہ چکر کاٹے اور دعا کی کہ الٰہی اس کی موت مجھے دے دے، اس کی یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ آٹھ دس دن کے اندر اندر ہمایوں اچھا ہو گیا اور بابر بیمار ہو کر مر گیا، تو ماں باپ بچوں کی خاطر قربانیاں کرتے ہیں پھر کون کہہ سکتا ہے کہ اگر قومی ترقی کے لئے قربانیاں کرنی پڑیں تو وہ دوبھر ہو سکتی ہیں، قومی ترقی کے بعد تو تمام قوم معزّز سمجھی جانے لگتی ہے۔ چنانچہ ایک عرب شاعر کہتا ہے۔ مَیں ذلیل نہیں بلکہ معزّز ہوں اس لئے کہ میرے ہمسائے معزّز ہیں مگر

؎ جار الاکثرین ذلیل

اکثر لوگوں کے ہمسائے ذلیل ہوتے ہیں اور اس لئے وہ خود بھی ذلیل سمجھے جاتے ہیں اسی طرح جو قوم غالب ہوتی ہے اس کے ذلیل ترین وجود بھی غالب ہوتے ہیں اور جو قوم ذلیل ہوتی ہے اس کے معزّز ترین افراد بھی ذلیل ہو جاتے ہیں"

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۵ دسمبر ۱۹۳۷ء)

تمہیں چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعا مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔

○ مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) کے بھائی مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ آف چک ۳۳ جنوبی سرگودھا ایک ماہ کی علالت کے بعد مورخہ ۹ فروری ۱۹۹۰ء بروز جمعہ میو ہسپتال میں وفات پا گئے۔ موصوف موصی تھے۔ بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مرزا غلام احمد صاحب امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی کرائی۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

○ مکرم چوہدری منظور حسین صاحب کارکن وکالت مال کا پراسٹیٹ گلینڈز کا اپریشن ہو رہا ہے۔

○ مکرم حافظ مبشر احمد صاحب قائد مجلس لودھراں کی اہلیہ صاحبہ تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ انہیں اب الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے لاہور منتقل کیا جا رہا ہے۔

○ محترمہ امتہ الباسط شاہدہ صاحبہ اہلیہ مبشر احمد صاحب بٹ آف کراچی ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم محمد یعقوب صاحب۔ کٹاس ضلع چکوال کی نواسی راحیلہ تبسم تین چار ہفتہ سے بیمار ہے۔

○ مکرم منشی غلام محمد بھٹی صاحب امیر ضلع لیہ کے بازو پر چوٹ لگ گئی ہے نیز انہیں سانس کی تکلیف بھی ہے۔

○ مکرم ولی الرحمٰن سنوری صاحب کی ہمشیرہ محترمہ قدسیہ منیر صاحبہ (اہلیہ چوہدری محمد منیر صاحب آف کوٹ عبدالمالک) الرجی کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم فضل الرحمٰن صاحب بسمل کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔ انہیں گھٹنوں میں بھی تکلیف ہے۔

قارئین کرام ان سب کے لئے دُعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ ، مقامِ اشاعت : دار النصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳، تبلیغ ۱۳۶۹ ہش
۱۳، فروری ۱۹۹۰ء

وحدتِ جمہوری

دنیا پھیلی اور پھیلتی چلی گئی حتیٰ کہ اب اس کی آبادی اربوں میں ہے، اور پھیل اس تیزی سے رہی ہے کہ چند ہی برسوں میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ اس میں رنگ کا بھی اختلاف ہے اور نسل کا بھی۔ قومیت کا بھی اور مذہب کا بھی۔ اگر ایک خاص زاویہ سے دیکھا جائے تو انسانیت بٹی ہوئی ہے اور بہت ہی زیادہ بٹی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کے دل کے کسی گوشے میں وحدت کا احساس بھی پایا جاتا ہے۔ یہ کہ ایک جیسے لوگ اکٹھا ہونا چاہتے ہیں اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ دراصل وہ سب ایک جیسا ہونا چاہتے ہیں اور ایک جیسا ہوکر اکٹھا ہونا چاہتے ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ انسان ایک فرد ہونے کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی بھی بسر کرنی چاہتا ہے۔

مسائل تو ساری دنیا میں موجود ہیں اور سب لوگ اپنے اپنے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن متعدد مسائل ایسے ہیں کہ انفرادی کوششوں سے حل ہی نہیں ہوسکتے۔ ایسے مسائل کے لئے اجتماعیت کی ضرورت ہے۔ جسمانی اجتماعیت اور ذہنی اجتماعیت۔ چنانچہ اس اجتماعیت کا ایک بہت بڑا مظہر اقوام متحدہ کی انجمن کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ دنیا بھر کے ملکوں کی اکثریت۔ کالے ہوں یا گورے۔ مشرقی ہوں یا مغربی۔ ایک قوم کے ہوں یا دوسری قوم کے۔ ایک مذہب سے تعلق رکھتے ہوں یا دوسرے مذہب سے۔ سب کے سب مل بیٹھ کر اپنے مسائل پیش کرتے ہیں اور ان کا حل سوچتے ہیں۔ لڑائی جھگڑوں کو ختم کرنے کی باتیں کرتے ہیں اور امن کو فروغ دینے کی۔ اسی کا نام وحدت جمہوری ہے۔ اور یہ بات نہائت خوش آئند ہے کہ دنیا کی توجہ اس طرف بڑھ رہی ہے۔ البتہ ایک مزید بات کی ضرورت ہے۔ اور وہی بات اس انجمن یا اس وحدت جمہوری کی جان ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب یہ وحدت جمہوری کوئی فیصلہ کرے تو چاہے کسی کو اچھا لگے یا برا اس پر عمل کیا جائے۔ ایسا ہو نہیں رہا۔ اور اس قسم کی مثالیں بہت سی ہیں۔ فلسطین کا مسئلہ بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے اور کشمیر کا بھی۔ اقوام متحدہ کی کوئی ایسی صورت ہونی چاہیئے کہ اس کے ہر فیصلہ کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

ان کی زمیں اور ان کا وطن اور پھر بھی وہ بیگانے ہیں
ان کی حقیقت کو یوں بدلا جیسے وہ افسانے ہیں
کچھ سوچو اور کچھ سمجھو یہ ظلم کہاں تک جائے گا
آزادی کی شمع جلی ہے وہ اس کے پروانے ہیں

ـــــ ابوالاقبال

کرسی پہ بیٹھ کر بھی وہ کتنا ملول تھا
تو مسکرا رہا تھا۔ یہ تیرا اصول تھا

عہدِ غمِ فراق میں اوجِ صلیب پر
پتھر جو تیرے نام پہ کھایا تھا پھول تھا

مجھ کو تھی تیرے نام کی غیرت کہ پھر مجھے
تحقیر جو گالیوں کا ملا تھا قبول تھا

دامن کے داغ دُھل گئے تھے ایک بوند سے
آنسو نہیں تھا ابرِ کرم کا نزول تھا

آیا تھا میری دنیا و دیں کو سنوارنے
آنسو جو تیری یاد میں ٹپکا رسول تھا

اب تیرے بعد تیرا حوالہ دیئے بغیر
جو حرف بھی زبان پہ آیا فضول تھا

اس کو تھا اقتدار کا نشہ چڑھا ہوا
وہ بے ادب تھا۔ بے نظر تھا۔ بے اصول تھا

اس کو یہ زعم تھا کہ وہ میر سپاہ ہے
مجھ کو یہ فخر میں ترے پاؤں کی دھول تھا

مضطر کا شعر و شاعری سے تھا نہ واسطہ
مقصود اس کا تیری رضا کا حصول تھا

چوہدری محمد علی

موصی کا فرض

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا
"قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیتِ مجلس پہلا اور آخری فرض ہے اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقفِ عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور ان کی تحریک پر وہ لوگ حصہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی اور اُن پر یہ فرض ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام شروع کریں حتیٰ کہ انکے گھر میں کوئی مرد، کوئی عورت، کوئی بچہ یا کوئی فرد جو اُن کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے، پھر ترجمہ سکھانا ہے، پھر قرآن کریم کے معنی، پھر اس کے علوم اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل۔ ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء صد ۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

تلقین عمل

قواعد زبان سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رحمان فَعْلَان کے وزن پر ہے۔ اور عربی زبان میں جو لفظ اس وزن پر آتے ہیں۔ وہ پھیلاؤ، وسعت اور غلبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اور رحیم فَعِیْل کے وزن پر ہے اور فعیل کا لفظ بار بار وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ پس رحمان کے معنے ہیں نہایت ہی وسیع رحمت والا جس کی رحمت میں لاتعداد افراد شامل ہیں۔ اور جس کی رحمت سے دنیا کی کوئی چیز باہر نہیں۔ اس کی رحمت صرف عمل کرنے والے کے ساتھ ہی تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس کا تعلق سب مخلوقات سے ہے۔ ایمان لانے والے، کفر کرنے والے جاندار، غیر جاندار سب اس کی رحمانیت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ رحمانیت کی صفت کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ انسان جب بھی کسی نئے مقام پر پہنچتا ہے اسے بعض نئی چیزوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ بلکہ انسان کے سوا دوسری تمام چیزوں کی ترقی بھی تدریجی ہے اور ہر مرحلے پر بعض نئے سامانوں کی احتیاج ہوتی ہے۔ پہاڑوں کے سلسلے کو ہی دیکھ لو کہ وہ یکدم اونچے نہیں ہوتے بلکہ آہستہ آہستہ بلند ہوتے جاتے ہیں پہلے زمین پر صرف نشیب و فراز نظر آتا ہے پھر معمولی پتھر آتے ہیں پھر اس کے بعد چھوٹے چھوٹے ٹیلے پھر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں پھر اس کے بعد ان سے اونچی پہاڑیاں اور پھر پہاڑ آجاتے ہیں۔ یہی حال سبزیوں اور ترکاریوں کا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ان کی ترقی میں بھی کئی مدارج نظر آئیں گے۔ پہلے بیج بویا جاتا ہے۔ پھر وہ پھوٹتا ہے اور روئیدگی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد وہ جڑ پکڑتا ہے اور بڑھتا ہے۔ حتیٰ کہ کونپل نکل آتی ہے گویا اس کے بڑھنے کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ غرض تمام چیزوں کے مختلف مدارج ہوتے ہیں۔ اور ہر درجے پر اس چیز کو نئے سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ ترقی کے ایک درجے کو حاصل کر لیتا ہے تو اسے اس سے اگلے مقام کے لئے نئے سامانوں کی حاجت ہوتی ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے نرم غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ اسے ماں کی چھاتیوں سے ملتی ہے۔ جب ذرا طاقت پکڑ جاتا ہے اور ٹھوس غذا کا محتاج ہوتا ہے۔ تو اس کے دانت نکل آتے ہیں پھر اور بڑا ہوتا ہے اور نسل کے پیدا کرنے کے قابل ہوتا ہے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ نے جوڑا مہیا کیا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح آنکھ کھلتی ہے تو سورج موجود ہوتا ہے تاکہ اس کی روشنی میں وہ تمام چیزوں کو دیکھ سکے پھر آنکھ کے لئے ضروری تھا کہ خوبصورت اشیاء ہوں تاکہ اس میں طراوت پیدا ہو۔ اس کے لئے اس نے حسین مناظر خوبصورت انسان، رنگ رنگ کے پھول، مختلف قسم کی سبزیاں، عجیب و غریب درخت، ہزاروں قسم کی جڑی بوٹیاں، سینکڑوں چرند اور پرند پیدا کر دیئے۔ پھر اس نے کان دیئے تو ساتھ ہی آوازیں بھی پیدا کر دیں۔ مگر ان آوازوں میں بھی بے شمار فرق رکھ دیئے اگر سب کی آواز ایک جیسی ہوتی تو امتیاز کرنا مشکل ہوتا۔ مگر گھوڑے اور گدھے کی آواز سن کر انسان فوراً امتیاز کر لیتا ہے کہ گھوڑا ہنہنا رہا ہے یا گدھا رینکتا ہے۔ پھر ہر انسان کی آواز میں کچھ نہ کچھ فرق رکھ دیا جس سے ہر شخص دوسرے کی آواز سے ہی اسے پہچان لیتا ہے اسی طرح اس نے چھونے کی طاقت دی تو ساتھ ہی چھونے کے لئے چیزیں بھی پیدا کر دیں پھر ان چیزوں میں بھی کسی کو نرم بنایا تو کسی کو سخت کوئی پھسلنی بنائی تو کوئی کھردری پھر نرمی اور سختی میں ہزاروں قسم کے فرق رکھ دیئے۔ ہم ریشم پر ہاتھ رکھتے ہیں تو اس میں اور قسم کی ملائمت ہوتی ہے۔ ربڑ پر ہاتھ رکھتے ہیں تو اس میں اور قسم کی ملائمت ہوتی ہے۔ اور ہمارے چھونے کی طاقت دونوں میں فوراً ایک امتیاز قائم کر لیتی ہے۔ غرض جس چیز پر بھی نگاہ ڈالی جائے اس کی صرف ایک کڑی معلوم نہیں ہوتی بلکہ کڑیوں کا ایک لمبا سلسلہ نظر آتا ہے اور ہر کڑی کے مکمل ہونے پر ایک نئی ضرورت پیش آتی ہے۔ جس کے لئے پہلے سے سامان تیار ہوتا ہے اور الرحمٰن کے معنوں میں یہی مفہوم شامل ہے کہ وہ ہر چیز کی ترقی کے سلسلے میں ہر کڑی پر جن سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے پہلے سے مہیا کر دیتا ہے، ہر نئی منزل پر جو ضرورتیں ہوتی ہیں۔ خواہ وہ مادیات کی قسم کی ہوں یا روحانیات کی قسم کی خواہ علمی ہوں سب کے لئے ضرورت کے مطابق پہلے سے سامان تیار کر دیتا ہے۔

سائنس کے ذریعے اب ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے کہ دماغ ایک کوٹھڑی کی طرح ہے جس میں تمام باتیں جو انسان اپنے حواس سے معلوم کرتا ہے جمع رہتی ہیں۔ یہ کوٹھڑیاں یعنی سیلز اگر کسی وقت ختم ہو جائیں۔ تو دماغ میں اور زیادتی ہو جاتی ہے۔ یہ نئی تحقیق نہایت لطیف مثال رحمانیت کی مہیا کرتی ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی کی ہر منزل پر آئندہ ترقی کے لئے سامان اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے۔ اور ممکن نہیں کہ صحیح ضرورت ہو اور سامان موجود نہ ہو۔

یادرفتگان

مولانا محمد منور

محترم شیخ عمری عبیدی صاحب

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو شروع سے لے کر اب تک نہایت مخلص کارکن عطا فرمائے ہیں۔ ان مخلصین کا تعلق ایک قوم یا ایک نسل سے نہیں کہ اسے محض اتفاق سمجھ لیا جائے۔ ابتداء میں حضرت مولانا نورالدین صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روح رواں خیال کیا جاتا تھا اور دعویٰ کیا جاتا تھا کہ وہی پسِ پردہ اس تحریک کو چلا رہے ہیں۔ بعض لوگ تو اب تک یہی لکھ رہے ہیں کہ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کا علم اور تجربہ اور صحیح مشورہ اور اثر و رسوخ ہی جماعت کے استحکام اور ترقی کا باعث بنا ہے۔

اب ایک صدی گذر جانے کے بعد شکوک وشبہات کے یہ پردے پھٹ جانے چاہئیں۔ کیونکہ بعد میں آنے والے خدام سلسلہ کی برصغیر پاک و ہند میں ایک بہت بڑی کھیپ تیار ہوئی۔ ان کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں بیرونی ممالک میں مختلف قومیتوں اور رنگوں کے لوگوں کو سلسلہ عالیہ میں شامل ہونے اور حق کی اشاعت میں حصہ لینے کی نمایاں توفیق ملی۔ ان کی زبانیں بھی مختلف تھیں۔ لیکن وہ سب یک زبان ہو کر گواہی دے رہے تھے کہ جماعت احمدیہ کا نظام انسانی ہاتھوں نے نہیں۔ خدائی تقدیر نے تعمیر کیا ہے۔

یہ گواہی دینے والے افغانستان میں بھی پیدا ہوئے۔ براعظم افریقہ میں بھی پیدا ہوئے براعظم یورپ میں بھی پیدا ہوئے۔ براعظم امریکہ میں بھی پیدا ہوئے۔ اب آسٹریلیا اور دوسرے ممالک میں بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود ان کی زندگیوں میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے ماحول سے بہت اونچا اٹھ کر بنی نوع انسان کی خدمت میں لگ گئے تھے۔

برادرم شیخ عمری عبیدی صاحب شروع سے آخر تک ایک خدا پرست انسان تھے۔ اپنے ملک اور اپنی قوم سے انہیں بے پناہ محبت تھی۔ اپنے عقیدہ اور اپنے ایمان کی خاطر وہ سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار رہتے تھے۔ علم کے حصول کی ان کے دل میں اتنی خواہش تھی کہ مرکز ربوہ میں آگئے۔ اور درویشانہ زندگی گزارنے پر قانع ہو گئے۔ اپنے رب سے انہیں اتنا پیار تھا کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کے حضور روتے۔ اور اس کے قرب کو تلاش کرتے تھے۔ عام نمازوں میں بھی میں نے ان کی آنکھیں نم دیکھیں اور نوافل کی ادائیگی کے وقت وہ طویل سجدوں میں اپنے ملک اور اپنی جماعت کی ترقی کیلئے بڑے الحاح و زاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجائیں کرتے تھے۔

انہیں اپنے بیوی بچوں کے دیندار ہونے کی تمنا رہتی تھی۔ ربوہ سے جا کر انہوں نے نئی شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے پیارے بچے بھی دیئے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنی بیوی کو کچھ عرصہ کیلئے حضرت چھوٹی آپا جان کے پاس تربیت کیلئے ربوہ بھجوانا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ واپس آ کر اپنے اور ان کے بچوں کی صحیح رنگ میں نگرانی اور تربیت کر سکیں۔

ان کی وفات کے وقت ان کے بچے چھوٹی عمر کے تھے۔ اپنے بڑے بیٹے اور بڑی بیٹی کو وہ اپنے ہمراہ مشن ہاؤس لاتے اور انہیں سلسلہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے اور مجھ سے بھی ان کی روحانی ترقی کیلئے دعا کرنے کے لئے کہتے۔

پہلی اور دوسری صدی کا ذکر تو میں

باقی صـ ۶ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

عورتوں کے حقوق

گزشتہ دنوں لاہور میں امریکن سنٹر میں امریکہ کی ماہر تعلیم پروفیسر ازبل مارکس نے ایک فکر انگیز لیکچر دیا۔ پروفیسر مارکس نے دنیا کے بہت سے ممالک دیکھے ہیں اور چین کی بیجنگ یونیورسٹی میں تدریس کا کام بھی کرتی رہی ہیں جس وقت تیان من سکوائر کا واقعہ ہوا تھا۔ اس وقت پروفیسر مارکس بیجنگ میں تعلیم کے شعبے سے وابستہ تھیں آپ نے نکارا گوا کے معاشرے کا بھی تفصیلی جائزہ لیا ہے اور اس طرح افریقہ کے حالات بھی آپ کے لئے خاص دلچسپی کا باعث ہیں۔ آپ مختلف تمدنوں سے پوری طرح واقف ہیں اور مختلف علاقوں کی عورتوں پر آپ نے خاصی تحقیق کی ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے آپ کے لیکچر کو زیادہ دلچسپ بنایا اور لوگوں کو اور قارئین کو اور سامعین کو فکر انگیزی پر مجبور کیا۔ انہوں نے اپنے لیکچر کا آغاز اس بات سے کیا کہ عورتوں کو خاموش رکھنے کی مہم چلائی جا رہی ہے اور یہ سب کچھ مردوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ آپ نے امریکہ کے معاشرے کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ بیان کیا اس سے سامعین نے یہ تاثر لیا کہ نیویارک کی عورت دباؤ کے تحت زندگی بسر کر رہی ہے۔ بالکل ویسے ہی جیسے لاہور کے کسی محلہ میں کوئی عورت دباؤ کے تحت اپنے دن گزار رہی ہو آپ کے لیکچر سے یہ بات خاص طور پر واضح ہوتی تھی کہ عدم انصاف کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں۔ اور مختلف معاشروں میں اسے مختلف صورتوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ امریکی مردوں کے متعلق انہوں نے کہا کہ وہ عورت پر زیادتی کو بجائے ایک جرم سمجھنے کے عورت ہی کے کندھے پر اس کی ذمہ داری ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عورت یا اچھی ہوتی ہے یا بری اور اگر بری ہو تو وہ از خود اپنے اوپر زیادتی کے لئے لوگوں کو مدعو کر لیتی ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عورت جس حال میں بھی ہے وہ اس کی اپنی پیداوار ہے۔ ڈاکٹر مارکس کو اس بات کا احساس ہے کہ عورت کے ساتھ ویسا ہی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے جیسا کہ نسلی یا تمدنی سلوک کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ان سب باتوں کے ازالے کا ایک ہی طریق ہے۔ کہ عورت کو اس کے حقوق دیئے جائیں اور یہ حقوق بطور انسان کے ہونے چاہئیں قانون کے لحاظ سے جو اسے حقوق دئے جاتے ہیں وہ انسانی حقوق کے بعد سوچنے والی بات ہے۔

آپ نے کہا کہ ایسا کیوں ہے کہ ایک عورت کو جو اپنے آپ کو معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد سمجھتی ہے معاشرے کے لئے خطرہ سمجھا جاتا ہے

ہاؤس آف لارڈز

برطانیہ میں ایک ہاؤس آف کامنز ہے اور ایک ہاؤس آف لارڈز۔ ہاؤس آف لارڈز کا نام ہی اتنا باوقار ہے کہ اس کے بغیر برطانیہ کی حکومت کا تصور مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ ہاؤس آف لارڈز چل بھی ایک لمبے عرصے سے رہا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ لیکن اسکے باوجود لیبر پارٹی جو گذشتہ کئی سال سے حکومت سے باہر ہے نے اب ووٹ حاصل کرنے کیلئے جو نئی پالیسی پیش کی ہے۔ اس میں ایک یہ بات بھی شامل ہے کہ ہم ہاؤس آف لارڈز کو ختم کر دیں گے اور اسکی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ کوئی منتخب ادارہ نہیں۔ اسکے علاوہ انہوں نے بعض اور اصلاحات بھی برطانیہ کے باشندوں کے سامنے رکھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مارگریٹ تھیچر کی حکومت زیادہ حاکمانہ رویہ اختیار کرتی جا رہی ہے اور اسلئے لوگوں کے لئے ناقابل قبول ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لیبر نے گذشتہ ایام میں مارگریٹ تھیچر کی پارٹی کی نسبت ۱۰ فیصد رائے عامہ مزید اپنے حق میں پیدا کر لی ہے۔ دستوری اصلاحات کا وعدہ دیکر لیبر کا یہ خیال ہے کہ وہ اگلے انتخابات جیت لیں گے۔ وہ سکاٹ لینڈ اور ویلز کو ایک محدود خود مختاری دینے کیلئے آمادہ ہیں اور برطانیہ کے جاسوسی اداروں کو پارلیمنٹ کے انتظام کے تحت لانا چاہتے ہیں۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ اب تک جو لیبر پارٹی نے ووٹ جیتے ہیں وہ حکومت بنانے کیلئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ تھیچر کی حکومت میں ۱۰۰ ممبروں کی اکثریت موجود ہے اور اتنے ممبر آسانی سے حاصل کرنا لیبر کیلئے ابھی ممکن نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں لیڈر رائے ہیٹرسلے (HATTERSLEY) نے ایک ایسی تقریر میں بیان کیں جو دراصل فیبین (FABIEN) سوسائٹی کے ایک اجلاس میں پیش کرنے کیلئے لکھی گئی تھی۔ اگلے انتخابات ۱۹۹۲ء میں متوقع ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سی آزادیاں جن پر برطانیہ ہمیشہ فخر کرتا رہا ہے۔ دراصل ہمارے باشندوں کے ایک بہت محدود حلقے کو میسر رہی ہیں۔ اکثریت ان آزادیوں کا صرف نام سنتی ہے اور دوسروں کو ان پر فخر کرتے دیکھتی ہے۔ لیکن انہیں یہ آزادیاں میسر نہیں ہیں۔ لیبر پارٹی اس بات کا دعویٰ کرتی ہے۔ کہ اب وہ یہ آزادیاں آہستہ آہستہ تمام کے تمام باشندوں کو لوٹا دے گی اور اور تمام کے تمام لوگ ان آزادیوں سے فوائد حاصل کر سکیں گے۔ دیکھئے ۱۹۹۲ء میں جب انتخابات ہوتے ہیں تو لیبر پارٹی کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

برطانوی اخبارات کا رویہ

ایچ۔ بی۔ کھوکھر کونسل آف تھرڈ ورلڈ نیوز پیپرز (CTWN) کے صدر ہیں۔ آپ نے برطانوی اخبارات پر الزام لگایا ہے کہ وہ مسلسل برطانیہ میں اور دیگر علاقوں میں مسلمانوں کے جذبات مجروح کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ اخبارات ایک منظم مہم کے ذریعے "شیطانی آیات" جو ہندوستان نژاد سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب کے متعلق پروپیگنڈا کر کے اس کو شہرت دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ سارا پروپیگنڈا سلمان رشدی کے حق میں کیا جا رہا ہے۔ کھوکھر صاحب نے برٹش پریس کاؤنسل کو ایک یادداشت شکایت کے طور پر پیش کی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ باوجودیکہ یہ کتاب متعدد مسلمان ممالک میں ممنوع قرار دی گئی ہے وہ اس موضوع کو بار بار سامنے لا رہے ہیں۔ ثبوت کے طور پر کھوکھر صاحب نے گارڈین کا پندرہ جنوری کا شمارہ پیش کیا ہے جس میں چار غیر مسلموں کے اس کتاب کے متعلق مضامین ہیں اور رشدی کا بھی کھل کر ذکر کیا ہے۔ سنڈے ٹائمز نے ۱۴ جنوری کو اداریہ بھی ان خطوط پر لکھا تھا اور یہ شمارہ بھی کھوکھر صاحب نے اپنی شکایت میں شامل کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس طرح کے یکطرفہ مضامین صحافتی پیشہ ورانہ اخلاق سے تضاد رکھتے ہیں۔ خاص طور پر حال ہی میں جو صحافتی کردار کیلئے ضابطہ بنایا گیا ہے۔ ان مضامین کو انہوں نے ایک منظم مہم کا حصہ قرار دیا اور ان کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ان سے مسلمانوں کے جذبات مجروح کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ پریس کاؤنسل اس معاملے کی طرف توجہ دے گی اور اس سلسلے میں ضروری اقدامات سے گریز نہیں کرے گی۔ کھوکھر صاحب نے اس بات کی بھی نشاندھی کی کہ شیطانی آیات جو اسلام کی تضحیک کے لئے لکھی گئی تھی متعدد اسلامی ممالک میں ممنوع قرار دی جا چکی ہے لیکن برطانوی صحافی اس موضوع کو اور اس کے مصنف کو دوبارہ سامنے لاکر کتاب اور اس کے مصنف کی طرفداری کر رہے ہیں۔

ایک انوکھی یادگار

جنگ میں جو لوگ مارے جاتے ہیں یا جو لوگ دوسروں کو مارتے ہیں اُن کی یادگاریں قائم ہونے تو سنا بھی ہے اور دیکھا بھی لیکن اگر کسی قاتل کو پھانسی دی جائے اور قاتل بھی اس شخص کا جو سارے ایشیا کی ایک رنگ میں بہت سے لوگوں کی پسندیدہ رہنما اور ایک بہت بڑی جمہوریت کی سربراہ ہو۔ اس قاتل کو اگر پھانسی دی جائے اور پھر اسکی یادگار قائم کرنے کیلئے کوئی عمارت تعمیر کی جائے تو غالباً یہ پہلا ہی موقع ہوگا۔ اسکے متعلق ہم نے اخباروں میں پڑھا ہے۔ کہتے ہیں کہ بارش اور سردی کی انتہائی شدت میں دس ہزار سکھ دوڑے چلے جا رہے تھے تاکہ وہ اپنے سکھ قاتل بھائی کی یادگار کے طور پر جو عمارت بنائی جانے والی ہے۔ اس کا سنگ بنیاد رکھتا دیکھیں۔ یہ واقعہ گورداسپور کے ضلع کا ہے۔ مقتولہ ہندوستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی تھیں اور قتل کرنے والے ستونت سنگھ جن کو چھ جنوری ۱۹۸۹ء کو پھانسی دی گئی۔ اس عمارت کا جو ایک سکھ گوردوارے کی شکل پر بنایا جا رہا ہے، سنگ بنیاد بابا ٹھاکر سنگھ نے رکھا۔ اور اُن کے علاوہ ہندوستان کی وفاقی پارلیمنٹ کے ممبر سمرن جیت سنگھ مان نے حاضرین سے خطاب کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر تشدد پسند سکھوں نے بارہ افراد کو موت کے گھاٹ اتارا اور پانچ کو زخمی کیا۔ یہ واقعہ گذشتہ جمعہ اور ہفتہ کے روز رونما ہوا۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے پنجاب میں تشدد پسند سکھوں نے خاصی تعداد میں ہندوؤں کو اور حکومت کے افسروں کو قتل کیا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ پنجاب کو ایک الگ آزاد ریاست بنایا جائے۔ گذشتہ چھ سات روز

باقی ص۸ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

ادب

جوگندر پال

انتظار حسین لکھتے ہیں کہ اس موسم سرما میں بہت سے لکھاری بھارت سے پاکستان آئے۔ ان میں اوپندر ناتھ اشک، ڈاکٹر کنور رئیس، باقر مہدی، جے ایل باترا شامل تھے اور ان سب سے آخر پر جوگندر پال آئے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس موسم کے یہ ہمارے آخری مہمان ہیں۔ اگرچہ ہم فروری کے وسط میں کچھ ادیبوں کی میزبانی کریں گے۔

لیکن کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت تک سردی کا موسم تو تقریباً گذر ہی چکا ہو گا۔ وہ تو بسنت کے دن ہونگے۔ فروری کے آخیر پر کچھ زیادہ معروف اور کچھ کم معروف ادیب پاکستان سے لکھنؤ جائیں گے تاکہ فراق میلہ میں شرکت کر سکیں۔

جوگندر پال اپنی بیگم کرشنا پال کے ساتھ آئے اور اردو افسانہ نویسوں نے ان کی خوب خوب پذیرائی کی۔ جس تعداد میں اور جس قسم کے سوالات ان سے پوچھے گئے اس سے پتہ چلتا تھا کہ ان کے چاہنے والوں کو ان سے کتنی محبت ہے اور یہ بھی کہنا چاہیئے کہ جوگندر پال نے ان میں سے کسی کو بھی مایوس نہیں کیا۔ ان کے پاس ہر سوال کا جواب موجود تھا اور ان کا ہر جواب چھوٹی سی تقریر کی حیثیت رکھتا تھا۔

ایک لکھاری کی بھارت سے آمد عام طور پر تقسیم برصغیر سے پہلے کی یادیں اجاگر کرتی ہے۔ جب بعض ادبی تحریکوں کی وجہ سے یہاں خاصی رونق تھی۔ جہاں تک ان تحریکوں سے متعلق جوگندر پال کے جذبات کا تعلق ہے وہ دوسرے لوگوں سے مختلف تھے۔ انہوں نے اسی سلسلے میں کہا کہ ہمیں ترقی پسند تحریکوں سے بلکہ موجود الوقت ماڈرن تحریکوں سے بھی آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ تحریکیں ایک مثبت کردار بھی ادا کرتی ہیں اور اس طرح لکھاری کی نوک پلک سنوارتی ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر تحریک کسی نہ کسی طرح محدود بھی ہوتی ہے۔ ایسا وقت ضرور آنا چاہیئے جب لکھاری ایسی تحریک سے بلند ہو جائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریکیں اب پرانی ہو چکی ہیں۔ اور ٹھہرے ہوئے پانی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ انہوں نے سب لکھنے والوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ ان تحریکوں سے بلند ہو کر لکھیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ پریم چند ہی کو لیجئے جیسا کہ آج ہم انہیں جانتے ہیں۔ ویسے وہ اپنی زندگی کے دوران نہیں تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر کلاسیکل لکھاری اپنی زندگی میں کچھ اور ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کے چاہنے والے یا اس کے نقاد یا عمومیت کے رنگ میں اسے پڑھنے والے اسے کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ وہ اس کے متعلق بہت سے زاویوں سے سوچتے ہیں اور ایسے زاویوں سے بھی جنہیں وہ خود بھی نہیں جانتا۔ انہوں نے غالب کو بھی اسی زمرے میں شامل کیا کہ وہ بھی اپنی زندگی میں وہ کچھ نہیں تھے۔ جو اب انہیں سمجھا جاتا ہے دراصل ایسے لکھنے والے لوگ بعد میں اپنی زندگی کے قد سے بہت زیادہ قدآور ہو جاتے ہیں۔

جوگندر پال کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ تمثیلی رنگ میں باتیں کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ادب تجرباتی چیز نہیں ہے بلکہ ایک تجربے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک لکھنے والے کو حساس اور باشعور تو ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ اپنے آپ ہی کو سب کچھ سمجھے۔ ہر سوسائٹی کو ایسے ہی لکھاری ملتے ہیں جو ان کے مطابق ہوں۔ ایک شخص نے حاضرین میں سے ان کی بات کی تردید کرنی چاہی اور کہا کہ ایک اچھے لکھنے والے کے لئے تو کسی قواعد کو سامنے نہیں رکھا جا سکتا وہ ایک ایسے معاشرے میں بھی جنم لے سکتا ہے۔ جو ابھی ترقی یافتہ نہ ہو اور اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ معاشرہ اس کے وجود کا حق دار نہیں ہے۔ جواباً جوگندر پال نے کہا کہ نتیجہ یہ ہو گا کہ لوگ اسے پہچان نہیں سکیں گے اور بعد میں آنے والی نسلیں اسے زیادہ بہتر طور پر پہچانیں گی اور کہا یہ جائے گا کہ وہ شخص اپنے وقت سے پہلے پیدا ہو گیا۔ کچھ وقفے کے بعد جوگندر پال کہنے لگے کہ ایک جوتا بنانے والا بھی تو تخلیقی حیثیت رکھتا ہے۔ بعض لوگ اس بات کے مفہوم کو پوری طرح نہ سمجھنے کے باعث حیران ہوئے اور ان سے پوچھا کہ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں جوگندر پال نے کہا کہ تخلیقی کام صرف ادب سے ہی تو تعلق نہیں رکھتا اگر جوتا بنانے والا نہایت سنجیدگی کے ساتھ اپنے پیشے سے متعلق ہے تو اسے بھی ایک تخلیقی انسان کہا جا سکتا ہے اور اس کے بالمقابل اگر کوئی ادیب سنجیدگی کے ساتھ اپنے فن سے تعلق نہیں رکھتا تو بہتر تھا کہ وہ جوتے بناتا۔ جوگندر پال کو ایسی باتیں کرنے کا شوق ہے اور اسی لئے ان کی کہانیاں یا افسانے نہایت مختصر ہوتے ہیں۔ جیسے لقمان کی کہانیاں لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ان مختصر باتوں کے عادی ہونے کے باوجود انہوں نے ناول نویسی شروع کر دی ان کا کہنا ہے کہ لکھنے والے کو اپنے لئے کوئی حدود مقرر نہیں کرنی چاہیئے۔ نہ حجم کے لحاظ سے نہ طرز تحریر کے لحاظ سے کسی طرز تحریر کو جب وہ اپنا لیتا ہے تو اسے اس کا قیدی بن کر نہیں رہنا چاہیئے۔ جب حاضرین جوگندر پال کی باتیں سن رہے تھے۔ انتظار حسین کہتے ہیں کہ مجھے حسرت کے ساتھ یہ احساس ہو رہا تھا کہ ان کا پاکستان میں وقفہ قیام بہت کم ہے جب کہ ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر خیالات ہیں۔ البتہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ اس بات میں خوش قسمت تھے کہ ان کے میزبان وزیر آغا تھے۔ جو اس زمانہ کے بہت سنجیدہ نقاد ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ اگر وہ کشور ناہید کے ہاتھوں میں ہوتے تو ان کا کیا بنتا۔ جو کسی دوسرے کو اپنے خیالات کے اظہار کے تعیش کی مہلت نہیں دیتیں۔

(فرنٹیئر پوسٹ لاہور جنوری ۲۳، ۱۹۹۰ء)

کیا آپ کو معلوم ہے؟

• جدید کمپیوٹر کی یادداشت میں کتنی معلومات جمع ہو سکتی ہیں؟

آج کل کمپیوٹر کی یادداشت کے لئے اس میں چھوٹے سے گراموفون جیسی ایک ڈسک ڈالی جاتی ہے۔ یہ مقناطیسی ڈسک لاکھوں کروڑوں ہندسے اور ہدایات یاد کر لیتی ہے اور طلب کرنے پر یہ اپنی پوری یادداشت اگل دیتی ہے۔ سائنسدان اس کو بہتر بناتے رہتے ہیں اور یادداشت کی استعداد بڑھاتے رہتے ہیں۔ اب کمپیوٹر کی مشہور فرم آئی بی ایم نے خاص قسم کی ڈسک اور اس کو پڑھنے والا مقناطیسی آلہ بنایا ہے چنانچہ اسکی معلومات میں بہت زیادہ یادداشتیں جمع کی جا سکتی ہیں۔ آئی بی ایم والے کہتے ہیں کہ ان کی یہ نئی ایجاد ابھی تجربے کے مرحلے میں ہے اور اسے بازار میں آتے آتے کئی برس لگیں گے مگر خیال یہی ہے کہ اس صدی کے خاتمے تک کمپیوٹر کی دنیا میں یہ انقلاب آچکا ہو گا۔ بھلا اس کمپیوٹر کی نئی ڈسک میں کتنے ہندسے کتنی ہدائتیں اور کتنی معلومات سما سکتی ہیں؟ ایک چھوٹے گراموفون جیسی ایک ڈسک کے ڈاک کے ٹکٹ برابر حصے میں ایک ارب ہندسے اور یادداشتیں جمع ہو سکتی ہیں۔

• پتھر کا زمانہ کسے کہتے ہیں۔ کیا اسوقت انسان کو دھاتوں کا علم نہیں تھا؟

قدیم تاریخ میں ایک زمانہ ایسا تھا جو پتھر کا زمانہ کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انسان زمین پر کم از کم ۵ لاکھ سال سے آباد ہے۔ لیکن لکھنا پڑھنا اس نے ابھی ۵ ہزار سال پہلے شروع کیا ہے۔ اس سے پہلے کا سارا زمانہ قبل از تاریخ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اسی زمانے میں انسان نے پتھر کے اوزار بنائے اس لئے اس زمانے کو پتھر کا زمانہ کہتے ہیں۔ شروع شروع میں اس نے بڑے پتھروں کو توڑ کر ہتھیار بنائے کلہاڑی کے پھل بنائے۔ اس کے چھوٹے دھار والے ٹکڑے ٹوٹے۔ ان سے انسان نے چھوٹے اوزار بنائے۔ یہ سلسلہ ہزاروں برس چلا۔ لوگ بہتر اوزار بنانے لگے اور اکیلے نہیں بلکہ ٹولیوں میں شکار کرنے لگے۔ اس کے بعد کے زمانے میں انسان نے بھالے کھرپے اور چاقو بنانے کا فن سیکھا

• کیا آپ کو معلوم ہے کہ کونسا سال کس بات کے لئے مخصوص کیا گیا؟

۱۹۸۵ء نوجوانوں کا سال قرار دیا گیا تھا

باقی صـ۶ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زراعت

بہاریہ سورج مکھی

خوردنی تیل کی کمی کو پورا کرنے کے لئے علاوہ دوسری روغنی اجناس کے سورج مکھی کی کاشت کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ اس کے بیج میں ۳۶ سے ۴۰ فیصد عمدہ تیل ہوتا ہے جو دوسرے تیلوں کی نسبت بہتر خیال کیا جاتا ہے۔ کھلی جانوروں اور مرغیوں کی خوراک کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ ایک سال میں اس کی دو فصلیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ایک فصل موسم بہار یعنی فروری مارچ میں کاشت ہوتی ہے اور دوسری جولائی اگست میں کاشت کی جاتی ہے۔ عام موسمی حالات میں ۹۰ سے ۱۰۰ دن میں فصل تیار ہوجاتی ہے۔ عام طور پر اس کی پیداوار ۱۵ سے ۲۰ من فی ایکڑ ہوتی ہے اور اگر پوری توجہ دی جائے تو ۳۰ من فی ایکڑ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے لہٰذا احباب کی راہنمائی کیلئے چند امور درج ہیں تا احباب فائدہ اٹھائیں۔

۱۔ تیاری زمین ہر قسم کی زمین بہترین خیال کی جاتی ہے۔ گزشتہ فصل کی برداشت کے بعد رونی کر کے ایک دفعہ مٹی پلٹنے والا ہل چلائیں۔ سہاگہ دیں۔ دو دفعہ ہل چلائیں۔ سہاگہ دے کر دوبارہ رونی کر کے ہل۔ سہاگہ چلا کر زمین تیار کریں۔

۲۔ وقت کاشت بہاریہ سورج مکھی کی کاشت وسط فروری سے وسط مارچ۔

۳۔ اقسام دوغلی اقسام (ہائبرڈ) اقسام زیادہ پیداوار دیتی ہیں۔ گھی کارپوریشن سے اعلیٰ اقسام کا بیج حاصل کریں۔ کارگل اور پایونیر کمپنیوں کے ہائبرڈ بیج بھی زیادہ پیداوار دینے والے ہیں۔

۴۔ طریقہ کاشت فصل قطاروں میں کاشت کی جائے۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۲½ فٹ رکھا جائے۔ بیج کی گہرائی ڈیڑھ دو انچ ہو۔

۵۔ شرح تخم دو سے ڈھائی کلوگرام فی ایکڑ۔

۶۔ کھاد معمول کے مطابق ۳۵ کلوگرام نائٹروجن ۳۵ کلوگرام فاسفورس اور ۲۵ کلوگرام پوٹاش فی ایکڑ دی جائے۔ نصف نائٹروجن تمام فاسفورس اور پوٹاش بوقت کاشت دی جائے۔ بقایا نصف نائٹروجن پھول آنے کے قریب دی جائے۔ زمین کی زرخیزی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کمی بیشی کی جائے۔

۷۔ گوڈی و چھدرائی فصل کو جڑی بوٹیوں سے پاک رکھیں۔ بذریعہ ہل گوڈی کی جاسکتی ہے۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ ۸ انچ رکھیں۔ زیادہ پودے نکال دیئے جائیں۔

۸۔ آبپاشی پہلا پانی تقریباً ایک ماہ کے بعد اور بعد ازاں پندرہ دنوں کے بعد وقفہ سے دیا جائے۔ جب دانے بن رہے ہوں تو پانی کا خاص خیال رکھا جائے۔

۹۔ برداشت عام طور پر پھول نکلنے اور فصل پکنے کو ۴۰/۵۰ دن لگتے ہیں۔ مناسب وقت پر فصل کو برداشت کر لیا جائے۔

۱۰۔ کیڑے اور بیماریاں فصل کو بیماری کا حملہ کم ہی ہوتا ہے تاہم اگر ضرورت ہو تو مقامی محکمہ زراعت یا عملہ گھی کارپوریشن سے رابطہ کیا جائے۔ بعض کمپنیاں اعلان کرتی ہیں کہ ان کی فراہم کردہ دوغلی اقسام ۲۵ سے ۳۰ من فی ایکڑ پیداوار کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ گھی کارپوریشن نے ان کے مرکز خرید پر ۴۰ کلوگرام کی قیمت -/۲۱۰ روپیہ مقرر کی ہے۔

احباب کو اس طرف توجہ فرما کر زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔ اللہ تبارک تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت عطا فرماوے۔

مرسلہ نظارت زراعت

تمباکو کا بیج کہاں سے آیا؟

تمباکو ایک زمانے میں صرف امریکہ میں ہوا کرتا تھا۔ وہاں کے ریڈ انڈین باشندے تمباکو اگاتے تھے اور پائپ جیسی چیز میں بھر کر تمباکو نوشی کیا کرتے تھے۔ باقی دنیا اس پتے کو جانتی بھی نہ تھی۔ پھر یہ تمباکو یورپ آیا۔ لیکن اس وقت اسے دوا تصور کیا جاتا تھا اور صرف دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ لوگ اس کا پاؤڈر سانس کے راستے اندر کھینچا کرتے تھے۔ اور اسے شاہی بوٹی کہا کرتے تھے۔ ایک زمانے میں تمباکو کو نکوٹیانا کہتے تھے۔ یہ نام فرانس کے سفیر نکوٹ کے نام پر رکھا گیا تھا، کیونکہ پہلے پہل اسی سفیر نے تمباکو کے تھوڑے سے بیج لاکر فرانس کی ملکہ کو پیش کئے تھے۔ پھر تمباکو نوشی کا رواج بعد میں اور بہت ہی آہستہ آہستہ ہوا۔ اب تو اس کے پتے سکھا کر اور کیمیاوی عمل کے ذریعے طرح طرح کے تمباکو تیار کئے جاتے ہیں۔ جن سے سگریٹ اور سگار بنتے ہیں اور لاکھ کوشش کی جارہی ہے کہ لوگ اسے پینا چھوڑ دیں مگر حضرتِ انسان پر تمام تدبیریں رائیگاں جارہی ہیں۔

بقیہ: کمپیوٹر

۱۹۸۶ء امن کا سال اور ۱۹۸۷ء بے گھروں کا سال تھا۔

● ۱۹۹۰ کو کونسا سال قرار دیا گیا ہے؟

اس سال کو تعلیم کا یا امن کا سال قرار دیا گیا ہے۔ اور نئے برس کو یہ خطاب اقوام متحدہ نے عطا کیا ہے۔ امید ہے اس طرح دنیا کی حکومتیں جہالت کے مسئلے پر زیادہ سنجیدگی سے غور کریں گی۔ اندازہ یہ ہے کہ اس وقت ہماری دنیا میں ۹۶ کروڑ ایسے افراد ہیں جو نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ تیسری دنیا کے ملکوں میں رہتے ہیں۔ صرف افریقہ کی ۴۵ فیصد بالغ آبادی علم سے محروم ہے۔ ایشیا میں ۳۶ فی صد اور لاطینی امریکہ میں ۱۷ فیصد بالغ افراد نے کبھی سکول کا منہ بھی نہیں دیکھا۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ جو لوگ جہالت کے اندھیرے میں ہیں ان میں زیادہ تر عورتیں ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں جتنی ہی غربت ہے وہاں اتنی ہی جہالت زیادہ ہے۔ اس کی سیدھی سادھی وجہ یہ ہے کہ بچوں کے پڑھانے لکھانے پر پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ سکول کھولنے کے لئے روپیہ درکار ہے۔ اور بدقسمتی سے بہت سے ملکوں کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے۔ اوپر سے ظلم یہ ہوا ہے کہ غریب ممالک اپنے عوام کی تعلیم پر جو رقم خرچ کرتے ہیں اس میں سال بہ سال کمی ہوتی جارہی ہے۔ لہٰذا اقوام متحدہ کا ادارہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں جہالت کے مسئلے اور اس کے نتائج کا شعور بیدار کیا جائے ورنہ اس قسم کے قصے مشہور ہیں کہ ایتھوپیا میں ایک ماں کا بیمار بچہ صرف اس لئے مر گیا کہ ماں دوا کی بوتل پر لکھی ہوئی ہدایات نہ پڑھ سکی اور بھارت میں ایک کسان کو دھوکہ دیکر اس کی زمین اس لئے ہتھیا لی گئی کہ اس نے جس دستاویز پر اپنے انگوٹھے کا نشان لگایا تھا اسے وہ پڑھ نہ سکتا تھا اور انگوٹھا لگاتے وقت اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس دستاویز میں کیا لکھا ہے۔

بقیہ: محترم عمری عبیدی صاحب

نے تاریخی اعتبار سے کیا ہے۔ ورنہ خدا کے پیارے بندے جو کام کرتے ہیں۔ ان کے اثرات کسی ایک صدی سے وابستہ نہیں ہوتے۔ برادرم شیخ عمری عبیدی صاحب نے ترجمۃ القرآن سواحیلی کے سلسلہ میں جو خدمت کی ہے اس کی برکات صدیوں تک براعظم افریقہ کو حاصل ہوتی رہیں گی۔ جہاں جہاں حق کو سربلندی حاصل ہوگی۔ وہاں وہاں حق کے اس عظیم پہلوان اور افریقہ کے اس مایہ ناز سپوت کے لئے دعائیں ہوتی رہیں گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو یہ سلسلہ دیر تک جاری رہے گا۔ سرزمینِ افریقہ سے بہت سے سرفروش اس سلسلہ کو ملیں گے۔ جیسا کہ انگلستان۔ جرمنی۔ سویڈن۔ ناروے۔ امریکہ۔ کینیڈا۔ بلاد عربیہ۔ جاپان اور دوسرے مشرقی اور مغربی ممالک سے دستیاب ہو رہے ہیں۔

احمدیت کی ترقی اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ نہ ہی اس کا تعلق منتشر ملکی اور علاقائی انقلابات سے ہے۔ خدائی تقدیر ایک پُرامن۔ مربوط۔ اور دائمی عظیم روحانی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے۔ موجودہ چھوٹے چھوٹے دائرے وسعت پاکر باہم متصل ہو جائیں گے اور ایک عالمگیر روحانی نظام کی داغ بیل اپنی تکمیل کے انتہائی مراحل کو پالے گی۔ خدائی فیصلہ کے مطابق احمدیت کی دوسری صدی میں یہ مرحلہ طے ہو جائے گا۔ اور تیسری صدی میں پیدا ہونے والے اس پروگرام کو اپنے ہاتھوں سے مکمل کریں گے۔ ان کی آنکھیں یہ بے مثال انقلاب دیکھیں گی اور ان کے دل اور ان کی زبانیں خدائے واحد کی حمد کے ترانے گائیں گی۔ ظلم و جبر ختم ہوگا۔ اور عدل و مساوات کا سبق ساری نسل انسانی ملکر دہرائیگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۲۹:- MRS SITI DJULAEHA W/O DIDI DJUNAEDI پیشہ ٹیچر عمر ۳۶ بیعت ۱۹۷۲ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱۰/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) طلائی زیورات وزنی ۴۰ گرام مالیتی 800.000/- روپے (۲) حق مہر 300.000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰.۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ MRS. SITI DJULAEHA
گواہ شد نمبر۱- DIDI DJUNAEDI خاوند موصیہ انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲- UKUN RACHMAT SUKNR S/O MASKAWAN MUSTAPA جابر انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۳۳۰:- RAWINAH زوجہ MAKSUM پیشہ تجارت عمر ۴۸ سال بیعت ۵/۱/۶۰ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱۰/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات ۳۰ گرام مالیتی 600.000 روپے (۲) حق مہر 30.000 روپے میزان 630.000 روپے اس وقت مجھے مبلغ 30000/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ RAWINAH W/O MAKSUM انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱- RAIS ISYA ANSHARI ولد یوسف انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲- OBIH CARBIN S/O JAYA انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۳۳۱- MRS RINTA بیوہ JAYADARJA پیشہ خانہ داری عمر ۶۱ سال بیعت ۱۹۵۴ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۱/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) دھان کا کھیت برقبہ ۳۳۰ مربع میٹر مالیتی 805.000/- روپے (۲) مکان برقبہ ۳۰۰ مربع میٹر مالیتی 6000.000/- روپے (۳) حق مہر 100.000/- روپے۔ کل میزان جائیداد 6.905.000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 60.000/- روپے ششماہی آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ- MRS RINTA JAYADARJA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱- WARTA S/O JAYADARJA انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲- RUSLAN S/O JAYADARJA انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۳۳۲ MRS. SINAR RAIS SAHIBAH زوجہ ریئس عیسیٰ انصاری پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال بیعت ۸/۵/۱۹۶۴ ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱۰/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات وزنی ۲۰ گرام مالیتی 400.000/- روپے (۲) حق مہر 50.000/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ 70.000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ- MRS. SINAR RAIS SYAHIBAH زوجہ ریئس عیسیٰ انصاری انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱- SARTA ولد یوسف صاحب انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲- OBIH CARBIN ولد YAYA انڈونیشیا۔

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

○ مکرم فیروز الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید کی اہلیہ کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

○ محترمہ اقبال نسیم صاحبہ اہلیہ ملک محمد یوسف صاحب کئی دنوں سے بیمار ہیں۔

○ مکرم میاں محمد امین صاحب سابق صدر جماعت قلعہ کالروالا ایک سال سے بیمار ہیں۔ آج کل فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ محترمہ مسز مصباح حبیب طارق صاحبہ کی خوشدامن کینیڈا میں بہت بیمار ہیں۔

○ مکرم عنصر احمد صاحب کا برطانیہ میں پتے کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم محمد منظور احمد خان صاحب ایاز (لاہور) اپنی دونوں بیویوں اور جملہ اہل و عیال کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

○ مکرم قریشی محمد شفیع صاحب امیر جماعت میانوالی بہت بیمار ہیں۔

قارئین کرام ان تمام مریضوں کی شفائے کامل کے لئے دعا کریں۔

رسید بک کی گمشدگی

"مجلس خدام الاحمدیہ چک 55/12-L ضلع ساہیوال کی رسید بک نمبر ۲۷۲۳ چک 29/11-L جاتے ہوئے راستہ میں کہیں گر گئی ہے۔ اس کی رسیدات نمبر۱ تا نمبر۲۵ استعمال شدہ ہیں اس رسید بک پر کسی قسم کے چندہ وغیرہ کی ادائیگی نہ کی جائے۔ نیز جس دوست کو ملے۔ وہ دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ بھجوا کر یا اطلاع دے کر ممنون فرما دے۔"

مہتمم مال
مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ

بقیہ:- شذرات

میں تقریباً ۲۷ افراد کو موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ مسٹر مان نے اپنے خطاب میں اس بات کا اعادہ کیا کہ وہ اس اجلاس میں شرکت نہیں کریں گے۔ جو حکومت نے سکھوں کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کیلئے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں کانگرس آئی کے نمائندوں کے ساتھ کسی صورت میں بھی مل بیٹھ کر کوئی بات کرنے کیلئے تیار نہیں کیونکہ یہی وہ پارٹی ہے۔ جس نے سکھوں کا قتل عام کیا ہے۔ ہندوستان میں بھی اور پنجاب میں بھی۔ مسٹر مان اکالی دل پارٹی کے صدر ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امن وامان کے مسئلے پر کل جماعتی کانفرنس بلائی جائے

صدر مملکت غلام اسحٰق خان کی تجویز

صدر پاکستان مسٹر غلام اسحٰق خان نے وزیر اعظم کو تجویز کیا ہے کہ وہ امن وامان کے مسئلے پر کل جماعتی کانفرنس بلائیں۔ یہ بات صدر نے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں کہی۔ اس اجلاس میں وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو بھی شریک تھیں۔ صدر نے کہا کہ اس کل جماعتی کانفرنس میں امن وامان کے علاوہ بھی دوسرے مسائل حل کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے مسائل کو عظیم تر اتفاق رائے سے حل کیا جائے۔ سیاسی جماعتوں کی بھی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ایسے تمام مسائل کے حل میں مدد دیں۔ اجلاس میں امن وامان کی بحالی اور آئندہ کے لئے اس کی روک تھام کے اقدامات پر غور کیا گیا۔ اس اعلیٰ سطحی اجلاس میں وزیر اعظم کے علاوہ گورنر سندھ، وزیر اعلیٰ سندھ، وزیر داخلہ، سینئر صوبائی وزیر آفتاب شعیب میرانی، چیف سیکرٹری سندھ اور دیگر حکام نے شرکت کی۔

توسیع اشاعت

مندرجہ ذیل احباب وخواتین نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص فضلوں سے نوازے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔

محترمہ مسز مصباح حبیب طارق صاحبہ	لاہور	۱۰۰ــــــــ۰۰
والد مدثر احمد صاحب	واہ کینٹ	۱۰۰ــــــــ۰۰
مکرم ڈاکٹر تنویر احمد خواجہ صاحب	سیالکوٹ	۶۰۰ــــــــ۰۰
مکرم ارشد محمود گوندل صاحب	سیالکوٹ	۱۰۰ــــــــ۰۰
مکرمہ مسز نوید سلطان صاحبہ	سیالکوٹ	۱۱۰۰ــــــــ۰۰
محترمہ امۃ النصیر صاحبہ	سیالکوٹ	۲۰۰ــــــــ۰۰
چوہدری شریف احمد صاحب خان سائیکل سٹور	ملتان	۱۵۰ــــــــ۰۰

کاروباری حضرات کیلئے نادر موقع

ربوہ کے قلب میں واقع اقصیٰ روڈ اور ریلوے روڈ کے سنگم پر واقع ربوہ شوز کا کاروبار برائے فروخت ہے۔

رابطہ کیلئے: دکان - ربوہ شوز
گھر - مسعود احمد مکان نمبر ۲۱/۱۱
راجپوت ہاؤس دارالرحمت شرقی الف

ضروری اعلان

ربوہ کے قطعات کے جملہ مقاطعہ گیران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن احباب نے اپنے قطعات / مکانات کا سالانہ ترقیاتی ٹیکس ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں ادا نہیں کیا یا ان کے ذمہ بقایا واجب الوصول ہے، وہ جلد از جلد ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے رابطہ کر کے ترقیاتی ٹیکس کی ادائیگی کا انتظام کریں۔

سیکرٹری کمیٹی آبادی۔ ربوہ

آئیڈیل پبلک سکول

۳۵/۷، دارالرحمت غربی (سابقہ عمارت دفتر الفضل) ربوہ

ضرورت اساتذہ

خواہشمند خواتین جو لگن کے ساتھ پرائمری کے بچوں کو تعلیم دے سکیں۔ اپنی اسناد کے ساتھ ۱۵، فروری تک کسی روز ۱۲ بجے سے ½۱ بجے کے دوران تشریف لائیں

ایڈمنسٹریٹر

بازیافتہ نقدی

○ کچھ نقدی مورخہ ۲۲، جنوری کو سپر پمپ کے قریب گری ہوئی ملی ہے جن صاحب کی ہو وہ مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب چیمہ سرگودہا روڈ احمد نگر سے رابطہ قائم کریں۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کشمیر کے حالات پر خاموش تماشائی نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ کشمیری تنہا نہیں ہیں دس کروڑ پاکستانی ان کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ مسئلہ مذاکرات اور پرامن ذرائع سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ اس مسئلہ پر دو جنگیں لڑ چکے ہیں تیسری جنگ نہیں چاہتے لیکن کشمیریوں کے حق خود ارادیت سے نہ تو دستبردار ہونگے اور نہ اس پر کوئی سودے بازی کریں گے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے تمام شہروں اور قصبوں میں کاروبار مفلوج ہو کر رہ گیا ہے سری نگر میں بموں کے مزید دھماکے ہوئے گھروں پر چھاپے مار کر حریت پسندوں کی گرفتاری کا سلسلہ جاری ہے۔ سری نگر کے نمائشی میدان میں زبردست آتش زدگی سے ۲۱۔ دوکانیں جل کر راکھ ہو گئیں

○ مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے ۲۷ افراد آزاد کشمیر کے علاقے باغ میں آ گئے ہیں انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں عورتوں کی عزت محفوظ نہ تھی۔

○ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان انٹر سروسز انٹیلی جنس کے سربراہ جنرل کلو، اور بریگیڈیئر اکرم نے پارلیمنٹ کو کشمیر کے بارے میں بریفنگ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ بھارت جنگ کے بہانے ڈھونڈ رہا ہے۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہوئی تو پاکستان مقابلہ کرے گا۔

○ وزیر اعظم نے کراچی کے حالیہ واقعات کی چھان بین کے لئے کمیشن قائم کر دیا ہے

○ پنجاب میں پیپلز پروگرام کے ۹۶۴ منصوبے رد کر دئیے گئے یا تباہ کر دئیے گئے یہ بات ان چار تحاریک استحقاق میں کہی گئی ہے جو پنجاب اسمبلی میں پیش کی گئی ہیں۔

○ کشمیر کے مسئلے پر ایک قومی کشمیر کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جسمیں بیگم نصرت بھٹو مصطفیٰ جتوئی اور نواز شریف شامل ہونگے۔

○ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے طلبا نے دو بسوں کو نذر آتش کر دیا۔

○ بھارتی ہاکی ٹیم ورلڈ ہاکی کپ میں شرکت کے لئے لاہور پہنچی تو اسے سخت حفاظتی اقدامات میں ہوٹل تک پہنچایا گیا۔

غیر ملکی خبریں

○ سری نگر میں حالات بدستور کشیدہ ہیں اور متعدد شہروں میں ہنگامی حالت نافذ ہے۔ جمعہ کے روز ہنگامی حالت کے نفاذ کی وجہ سے لوگ نماز جمعہ کی خاطر بھی نہ جا سکے۔ مقامی مذہبی لیڈر مولوی فاروق احمد نے کہا ہے کہ بھارتی حکومت کشمیری مسلمانوں کے مذہبی حقوق کو پامال کر رہی ہے۔ انہوں نے عالم اسلام سے ان مظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی اپیل کی ہے

○ روسی صدر میخائیل گوربا چوف نے کہا ہے کہ صدر بش کی عالمی امن کی خاطر تجاویز قابل قدر ہیں جس سے دونوں ملکوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے میں مدد ملے گی۔ اس سے جون میں ہونے والی سربراہ کانفرنس کے لئے ایک اچھی بنیاد تیار ہوئی ہے۔ یہ بات انہوں نے امریکی وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر کے ساتھ چار گھنٹے کی طویل ملاقات کے بعد کہی۔ اس ملاقات میں وسطی یورپ میں بڑی طاقتوں کی فوجوں کی تعداد میں کمی کر کے ایک لاکھ پچھتر ہزار تک محدود کرنے کی تجویز بھی زیر بحث آئی۔ نیز ایٹمی و کیمیاوی ہتھیاروں میں کمی کے مسئلہ پر بھی تبادلۂ خیال کیا گیا۔

○ سوویت یونین کا ایک اعلیٰ سطحی وفد امریکہ کا دورہ کر رہا ہے۔ اس وفد میں سوویت یونین کے محکمہ دفاع کے اعلیٰ افسران بھی شامل ہیں۔

○ روس اور چیکوسلواکیہ کے درمیان چیکوسلواکیہ سے روسی فوجوں کی واپسی کے مسئلہ پر مزید پیش رفت ہوئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ چیکوسلواکیہ سے روسی فوجوں کا پہلا دستہ عنقریب واپس چلا جائے گا